سرکاری رپورٹ

دسواں اجلاس

چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس

منعقدہ پنجشنبہ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۶ صفرالمظفر ۱۴۱۰ھ

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۱	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	
۲	رخصت کی درخواستیں تحریک استحقاق منجانب: ملک محمد سرور خان کاکڑ بہ سلسلہ: عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے عمل میں تاخیر	
۳	قرارداد نمبر ۱۱- منجانب عنایت اللہ خان بازئی (بعد از ترمیم منظور کی گئی)	
۴	نواب محمد اسلم رئیسانی کی جانب سے پیش کیا جانیوالا مسئلہ بر بحث (بہ سلسلہ- آلو اور پیاز کی فصلوں کی برداشت کی قیمت	

چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی

کا

دسواں اجلاس مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۶ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ بروز پنجشنبہ

زیر صدارت

اسپیکر جناب محمد اکرم بلوچ اسمبلی ہال کوئٹہ ۔ گیارہ بجے صبح منعقد ہوا ۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ

از

مولوی عبدالمتین آخوندزادہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ

الم ہ ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ ہدی للمتقین ہ الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰہم ینفقون ہ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ہم یوقنون ہ اولٰئک علی ہدی من ربہم واولٰئک ہم المفلحون ہ

الف ۔ لام ۔ میم ۔ یہ الکتاب ہے ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں متقی انسانوں پر (سعادت کی) راہ کھولنے والی یہ کتاب متقی انسانوں پر فلاح وسعادت کی راہ کھولنے والی ہے ، اور قبولیت حق کے لحاظ سے انسانوں کی پہلی قسم ۔

(متقی انسان وہ ہیں) جو غیب (کی حقیقتوں) پر ایمان رکھتے ہیں، اور ہم نے جو کچھ روزی انہیں دے رکھی ہے اسے (نیکی کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، نیز وہ لوگ جو اس (سچائی) پر ایمان رکھتے ہیں جو تم پر (یعنی پیغمبر اسلام پر) نازل ہوئی ہے اور اُن تمام (سچائیوں) پر جو تم سے پہلے (یعنی پیغمبر اسلام سے پہلے) نازل ہو چکی ہیں، اور (ساتھ ہی) آخرت (کی زندگی) کے لیے بھی ان کے اندر یقین ہے۔ تو یقیناً یہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے (ٹھہرائے ہوئے) راستہ پر ہیں، اور یہی ہیں (دنیا اور آخرت میں) کامیابی پانے والے۔!

رخصت کی درخواستیں

جناب اسپیکر :-

تلاوت قرآن پاک کے بعد اسمبلی کی باقاعدہ کارروائی شروع ہوتی ہے سکریٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

مسٹر اختر حسن خان سکریٹری اسمبلی :-

مولوی جان محمد صاحب ایم پی اے نے علالت کے باعث آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے

جناب اسپیکر :-

سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کیجائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :-

جام محمد یوسف، وزیر صنعت ذاتی کام کے سلسلے میں قلات گئے ہوئے ہیں لہذا انہوں

نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر:۔

سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کیجائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی:۔

مسٹر صابر علی بلوچ صاحب ایم پی اے نے ذاتی مصروفیت کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر:۔

سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کیجائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی:۔

سردار ثناء اللہ زھری ایم پی اے نے ذاتی مصروفیت کی وجہ سے مورخہ ۲۸ اور ۲۹

ستمبر ۸۹ء کے لیے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

(آوازیں ثناء اللہ زہری صاحب اپنی نشست پر بیٹھے ہیں)

سردار ثناء اللہ زہری:۔

جناب والا! میں بیٹھا ہوا ہوں۔

جناب اسپیکر:۔

چونکہ ممبر موصوف ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں لہذا انہیں رخصت نہیں چاہیئے۔

۷

تحریک استحقاق

جناب اسپیکر:۔

مسٹر سرور خان کاکڑ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ:۔

جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بجٹ اجلاس برائے سال ۹۰-۱۹۸۹ء کے اختتامی تقریر میں انتظامیہ کو عدلیہ سے علیحدہ کرنے کا وعدہ کیا اور یہ بھی یقین دہانی کرائی کہ انتظامیہ کو عدلیہ سے الگ کرنے کی تمام انتظامات مکمل ہوگئے ہیں۔ اس بارے میں جلد ہی اعلان ہوگا۔ کم وبیش تین ماہ گزرنے کے باوجود انتظامیہ کو عدلیہ سے الگ کرنے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی جس سے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کی جائے۔

میر ظفر اللہ جمالی:۔

جناب والا! میں جناب کی توجہ اسمبلی کے قواعد کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اسمبلی

قواعد کے مطابق جب کوئی تحریک استحقاق قرارداد یا تحریک التواء پیش کی جاتی ہے۔ تو محرک اپنی تحریک پڑھتا ہے اس کے بعد اسپیکر اسے دھراتا ہے اور محرک اپنی تحریک کی ایڈمیزیبلٹی پر مختصر سی تقریر کرتا ہے۔

جناب اسپیکر:۔

تحریک استحقاق جو پیش کی گئی یہ ہے کہ

بجٹ اجلاس برائے سال ۹۰-۱۹۸۹ء کے اختتامی تقریر میں وزیر اعلیٰ صاحب نے اس معزز ایوان سے انتظامیہ کو عدلیہ سے علیحدہ کرنے کی خوشخبری سنانے کا وعدہ کیا اور یہ بھی یقین دہانی کرائی کہ انتظامیہ کو عدلیہ سے الگ کرنے کی تمام انتظامات مکمل ہو گئے ہیں۔ لہذا اس بارے میں جلد ہی اعلان ہوگا۔ کم و بیش تین ماہ گزرنے کے باوجود انتظامیہ کو عدلیہ سے الگ کرنے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی جس سے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر:۔

ممبر موصوف اپنی تحریک استحقاق کی ایڈمیزیبلٹی پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

—

ملک محمد سرور خان کاکڑ :-

جناب اسپیکر ! آپ کو معلوم ہے کہ جب بلوچستان اسمبلی کا انتخاب ہوا تھا۔ اس کے بعد یہ اسمبلی وجود میں آئی۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں جب انہوں نے حلف اٹھایا تھا۔ یہ اعلان کیا تھا کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کیا جائے گا اور اس سلسلے میں انہوں نے اپنے چھ نکاتی منشور کا بھی اعلان کیا جس میں یہ وعدہ تھا کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کیا جائے گا۔ اس کے بعد اسمبلی کا پہلا بجٹ سیشن ہوا جب سپلیمنٹری بجٹ پیش ہوا یہ اسمبلی کا پہلا اجلاس تھا۔ بجٹ منظور کرتے وقت وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کیا جائے گا جس کی ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب ایک نواب اور سردار کے ہوتے ہوئے بھی قانون کی بالادستی اور اس کا اتنا احترام کرتے ہیں۔ انہیں یہ احساس ہے کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنا ایک صحیح اور ضروری قدم ہے۔ اس بنا پر انہوں نے اپنے منشور پہ اور اپنے بیانات میں یہ اعلان کیا اور ۲۴ جون کو جب بجٹ کا اختتامی اجلاس تھا تو انہوں نے اپنی تقریر کے حوالے سے یہ کہا تھا۔ کہ میں انشاءاللہ جلد ہی عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے کے پروگرام کا اعلان کروں گا۔ لیکن افسوس کا مقام ہے۔ جب ہم لوگ اسمبلی سے باہر ہوتے ہیں۔ تو ہم لوگوں کو خوبصورت نعروں سے بہلاتے ہیں۔ کہ ہم آپ کیلئے یہ کر رہے

ہیں ۔ آپ کے لیے اچھے قدم اٹھائیں گے اور اسطرح سے کریں گے ۔ لیکن جب اقتدار کی کرسی پر آتے ہیں، تو وہ تمام باتیں بھول جاتے ہیں ۔ جن کا ہم نے لوگوں سے وعدہ کیا ہوتا ہے، ہمارے وزیراعلیٰ صاحب نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے وعدے کے بڑے پکے ہیں، ہمیں یقین تھا کہ ان شآء اللہ تعالےٰ عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کردیا جائے گا ۔ موجودہ اسمبلی سے پہلے کرٹیکر، تو انہوں نے بلوچستان

کرائمیل ایکٹ ۱۹۶۸ اے ون اور رولز میں کچھ ترامیم کی تھی جس کی روح سے عدالتوں کو کچھ اختیارات مل گئے تھے کہ آئندہ سے ہائی کورٹ اور سیشن کورٹ اور یعنی مقدمات کی سماعت کا اختیار صرف انہی کو دیا گیا تھا ۔

جناب اسپیکر :-

آپ اس کی ایڈ منیز بیلٹی پر بات کیجئے آپ تو اس پر ایک لمبی چوڑی تقریر کر رہے ہیں ۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ :-

جناب والا ! ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ ہم اسمبلی میں اسلئے نہیں آتے کہ یہاں بات نہ کریں اور واپس چلے جائیں ۔ یہ تو اسمبلی ہے ہمیں بات کرنی چاہیئے ۔ جناب اسپیکر

اگر آپ نے اسمبلی کو موثر بنانا ہے۔ جناب اسپیکر۔ آپ کو غیر جانبدار رہ کر اسمبلی کو موثر بنانے کی کوشش کرنا ہوگی۔ تاکہ لوگوں کی بھلائی کے کام ہوں۔ یہ نہ ہو کہ ہم کسی کے خلاف کام کریں اور مخالفت کرتے رہیں۔ ہم ان کو ان کا وعدہ یاد دلاتے ہیں۔ وہ اپنے وعدے کے پاس کریں۔ اس بنا پر میں نے یہ عرض کرنا تھا کہ جو بلوچستان کونسٹ لا ٹرائیبل ایکٹ تھا۔ اس میں ہماری کیئرٹیکر گورنمنٹ کے دوران ترامیم کی گئی تھیں انہیں بھی واپس لے لیا گیا ہے مجھے یہ یقین ہونے لگا تھا کہ نواب صاحب اب شاید عدلیہ اور انتظامیہ کو الگ کرنے کی بجائے پرانے نظام کی طرف نہ چلے جائیں میری تحریک استحقاق جو اس لیے ہے۔ اس سے نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ بلکہ ہاؤس کے فلور پر بجٹ اجلاس میں جو وعدے کئے جاتے ہیں اسے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ وعدے پورے کئے جائیں گے۔ جناب والا میری گذارش ہے کہ میری تحریک استحقاق جو بالکل صحیح اور قانون وضابطے کے مطابق ہے اسے منظور کر کے اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب سعید احمد ہاشمی وزیر قانون وپارلیمانی امور:

جناب اسپیکر، پہلے تو میں ٹیکنیکل گراؤنڈز پر اس تحریک استحقاق کی مخالفت کرتا ہوں اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ رولز ۵ (ii) جس میں یہ واضح ہے کہ تحریک استحقاق فوری

وقوع پذیر یہ معاملہ پر ہو گی اور ساتھ ہی ساتھ معزز ممبر کی اس بات سے بھی اختلاف کرتا ہوں کہ اگر کوئی انشورنس فلور آف دی ہاؤس پہ دی ہو۔ تو اس سے استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اگر اس پر عمل درآمد نہ کی ہو۔ اور یہ اسٹیبلشمنٹ یا پارلیمانی پریکٹس ہے آپ اجازت دیں تو میں ایم۔این، پال، صفحہ نمبر ۲۳۷ پر ریلائے کروں گا جس میں صاف طور پہ یہ کہا گیا ہے۔

M.N. Paul Page 237

Non-implementation of an assurance given by Minister in the House is not a breach of a privilege, if it is not implemented due to such technical reasons.

ساتھ ہی ساتھ میری گذارش ہو گی کہ معزز رکن سے کہ جو وعدے اس حکومت نے اس ایوان میں یا ایوان سے باہر کئے ہیں۔ انشاء اللہ اس پہ عملدرآمد ہو گا۔ اور اس ضمن میں ایک کمیٹی بنی ہے جس نے کام کیا ہے اس کے بعد بھی وزیراعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کی رپورٹ جامع ہو اس میں زیادہ سے زیادہ لوگ شامل کئے جائیں اور زیادہ لوگوں سے پوچھا جائے اور اب اس کام کی تکمیل ہو چکی ہے پھر بھی چند معززین مختلف علاقوں سے آئے ہیں اور وہ اپنی رائے دینا چاہتے تھے صرف اس لیے کچھ اور وقت لگا اور ان معززین کا جن کا

روایتاً ہمارے رسم ورواج اور معاشرے سے تعلق ہے اور وہ بے شمار جرگوں میں آج تک حصہ لیتے رہے ہیں یہاں کے رواج اور یہاں کے قوانین سے واقف ہیں حکومت نے محسوس کیا کہ ان کی رائے کو بھی مدنظر رکھا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب انشاء اللہ مرحلہ آخیر پر پہنچا ہے تو اس لئے میں معزز رکن سے گذارش کروں گا۔ کہ وہ اپنی اس تحریک استحقاق پر زور نہ دیں اور ان افراد کو موقعہ دیں جو رائے دینا چاہتے ہیں جن کی رائے اب تک نہیں لی گئی ہے اور ان کو بھی مدنظر رکھا جائے شکریہ۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :۔

میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ اب تک اس ضمن میں کیا اقدامات کیئے جا چکے ہیں اور میں چاہوں گا کہ ان اقدامات کے بارے میں وہ اس معزز ایوان کو بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور :۔

اس ضمن میں تو سب سے پہلے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس کی سربراہی میرے سپرد کی گئی تھی۔ اور میں نے اپنے طور پہ کوشش کی کہ اس کمیٹی میں نہ صرف سرکاری افسران ہوں جو کہ تجربہ کار ہیں جن کی سروس یہاں کی ہے وہ بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں ان کو شامل کیا جائے

بلکہ ان حضرات کو بھی موقعہ دیا جائے جو کوئٹہ میں موجود تھے ۔ ان کو بھی ہم نے کمیٹی میں رکھا اور ہم نے اس کے بعد وکلا کو بھی وقت دیا وہ اس کمیٹی کو اپنی آرا دیں اور ہماری مدد فرمائیں۔ اس ضمن میں جو آج تک کام ہوتا رہا ہے اور ہم دیکھتے رہے ہیں کہ اس کو کیسے آگے بڑھا سکتے ہیں کہ وہ اس کی نشاندھی کریں مشکلات جو پیش آ سکتی ہیں ان کی نشاندھی کریں جو وکلاء حضرات کو مشکلات پیش آ سکتی ہیں وہ بتائیں اور اپنی رائے جو عدلیہ اور انتظامیہ کو الگ کرنے میں مشکلات پیش آ سکتی ہیں وہ بتائیں ۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم نے ان تمام رپورٹس پہ غور کیا جو آج تک اس ضمن میں پیش ہوتی رہی ہیں میں یہاں بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ سو سال پہلے اس ضمن میں انڈیا میں کام ہوا تھا پاکستان سے پہلے کام ہوا تھا۔ اس کو دیکھا ہم نے تمام رپورٹس کو دیکھنے اور غور کرنے کے بعد اس کمیٹی نے جو سفارشات جو حکومت بلوچستان کو عدلیہ اور انتظامیہ کو الگ کرنے کے لیے بنائے تھے وہ ہم نے پیش کرنی ہیں اس کے بعد بھی وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس کچھ اشخاص اس دوران آتے رہے اور اپنی رائے دیتے رہے تو وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ ان کی بھی رائے لے لی جائے اور جب یہ کام شروع ہوا تو ان کی رائے لی گئی اس کے بعد جو مختلف علاقوں کے دورے شروع ہوئے وہاں بھی کچھ معززین نے کہا کہ فیصلہ کرنے سے پہلے ان کی رائے بھی لے لی جائے اس وقت یہ رپورٹ اس مرحلے میں ہے کوشش یہ ہے کہ عوام الناس کو جن

کے لیے یہ قدم اٹھایا جا رہا ہے ان کی بہتری کے لیے ان کی زیادہ سے زیادہ رائے لی جائے اور کوئی ایسا قدم نہ اٹھایا جائے جو عوام کے لیے کل مشکلات کا باعث ہو۔ شکریہ۔

میر ظفر اللہ خان جمالی :-

جناب اسپیکر! میں اس معزز ایوان کے سامنے ایک دو چیزوں کے متعلق عرض کرنا چاہوں گا۔

۱۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور نے فرمایا ہے اور ایم این پال کا مقولہ بھی یہاں پڑھا ہے انہوں نے وجوہات تو بتائی ہیں۔ مگر ٹیکنیکل وجوہات نہیں بتائیں جن کی وجہ سے یہ تحریک استحقاق نہ آ سکتی ہو رپورٹس کی تاخیر کی وجوہات تو بتائی ہیں پہلے تو انہوں نے نہ ٹیکنیکل وجوہات کا ذکر کیا ہے اور نہ ان کا سہارا لیا ہے پہلی تو گذارش یہ ہے کہ وہ کونسی ٹیکنیکل وجوہات ہیں جن کی بنا پہ وہ کہتے ہیں کہ اس ہاؤس کا استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے وہ کچھ ٹیکنیکل وجوہات بتادیں ہم مان لیں گے بغیر ٹیکنیکل وجوہات بتائے نہ ان کا گذارہ ہوتا ہے اور نہ ہمارا پیٹ بھرتا ہے۔

۲۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم اس سلسلے میں کافی پیش رفت کر چکے ہیں میں ان سے صرف اتنی گذارش کروں گا اور اپنے قائد ایوان سے بھی کہوں گا کہ وہ اس ہاؤس کو بتادیں

جتنا موزوں ہو کہ اس رپوٹ کو آنے میں ایک ماہ چھ مہینے ایک سال کتنا وقت لگے گا کہ انتظامیہ
کو عدلیہ سے الگ کیا جا سکے گا۔ وہ ہمیں وقت کا تعین بتا دیں یہ اور بات ہے کہ پتہ نہیں ہم
خود کب تک چلتے ہیں اور اس کا سدباب کب تک ہوتا ہے۔

۳۔ تیسری بات جو میری نظر میں سب سے زیادہ اہم ہے وہ یہ ہے کہ چند سال
پہلے سارے ملک میں یہ رائے شماری کرائی گئی تھی کہ کون سے صوبے کو کونسا نظام انصاف
چاہیئے اور میں یہ اس ہاؤس پہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ دو صوبے اس ملک کے ایسے تھے
بلوچستان اور صوبہ سرحد جنہوں نے واضح الفاظ میں اکثریت کے ساتھ یہ کہا تھا کہ ہمیں شرعی
نظام چاہیئے تو میں اس معزز ایوان سے پھر گزارش کروں گا اور لیڈر آف دی ہاؤس
سے بھی گذارش کروں گا اور ان اراکین سے بھی جو حکومتی پارٹی میں شامل ہیں جب اس بارے
میں کام ہو رہا ہے اور پیش رفت ہو رہی ہے اور عدلیہ انتظامیہ کو الگ کیا جا رہا ہے وہ ان
حوالات کا بھی فکر ضرور کریں جس کے بارے میں صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان واضح الفاظ
میں یہ دونوں صوبے پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہمارے ہاں شرعی نظام ہو اور شرعی نظام نافذ کیا جائے
جب ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلامی ملک ہے اور یہاں پہ اسلامی قوانین نافذ ہونے چاہییں
تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں زیادہ پیچیدگیاں نہیں ہیں اور پیش رفت بھی یقینی ہو گی۔
اور میں سمجھتا ہوں کہ شرعی نظام مجھے اور ہم سب کو یقیناً قابل قبول ہو گا۔ اور ہم کو یہ سوچنا

چاہیئے اور وزیر قانون صاحب وقت بتا دیں کہ وہ کب تک یہ کر سکیں گے ۔ اور اگر اسلامی نظام نافذ کرنا ہے تو وہ توکل سے لاگو کر سکتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اسمبلی کا کوئی ایسا ممبر نہیں ہوگا جو غالباً اس نظام کی مخالفت کرے گا ۔ یہ توفی الفور ہوسکتا ہے ۔ شکریہ ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور

جناب اسپیکر میں آپ کے توسط سے میر ظفر اللہ خان جمالی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ ایک اور نقطہ جو ہمارے سامنے لائے ہیں وہ شریعت کا ہے اس کے ساتھ ساتھ میں گذارش کروں گا کہ اب تک جو قوانین اس ملک میں نافذ ہیں ان کو شریعت کورٹ بھی دیکھ چکا ہے اور ہدایات وفاقی حکومت کو اور صوبائی حکومت کو بھی دی ہیں انہوں نے بتایا ہے جو قوانین شریعت کے خلاف تھے اور ان کو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بلوچستان کے عوام الناس بلوچستان میں نہ صرف شریعت کو رواج کے طور پر اپنائے ہوئے وہ اس کو قبول بھی کرتے ہیں اور میری معزز ممبر صاحب سے گذارش ہوگی کہ وہ اس ضمن میں کوئی گائیڈ لائن دینا چاہیں یا بتانا چاہیں تو ہم حاضر ہوں گے تاکہ ان کا نقطہ نظر بھی اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے سے پہلے اس میں شامل کر لیا جائے ۔

جناب اسپیکر! اور اب یہ کام جس مرحلے پر ہے اور جہاں ہم پہنچے ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں ان سے بھی جلد ہی ان حضرات سے بھی رائے لے لی جائے گی جن کی نشاندہی ہوئی ہے اور یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچے گا اور ہماری کوشش ہوگی جتنی جلد ممکن ہو سکے ہم باقی صوبوں سے پہلے پہل یہ کام کریں اور ساتھ ساتھ میں یہ بات بھی ایوان کو بتاتا چلوں کہ یہ عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے کا کام بلوچستان میں بانسبت دوسرے صوبوں کے مشکل تھا کیونکہ یہاں مختلف علاقوں میں مختلف قوانین اور رسم ورواج ہیں ان سب چیزوں کو ہم نے سامنے رکھا تھا پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہم بیشتر مشکلات پر قابو پا چکے ہیں اور پیش رفت ہوئی ہے ہم اس چیز کا فیصلہ کرنے کے بعد اس کو اس ہاؤس کے سامنے لائیں گے اور اس سے معزز ہمارے معزز ممبر کی تسلی بھی ہوگئی ہوگی جو میں نے تفصیلات بتائی ہیں۔ شکریہ۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ :-

جناب اسپیکر! میں یہ کہتا ہوں اگر واقعی ہماری حکومت عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے میں مخلص تھی یا ہے تو ایسا قانون اس معزز ایوان میں پیش کرتی۔ کیونکہ اس معزز ایوان میں وہ تمام لوگ بیٹھے ہیں جو عوام کی ہر طبقہ کی نمائندگی کرتے ہیں جیسا کہ وزیر برائے پارلیمانی امور نے پہلے کہا کہ ہم علاقے کے معززین سے باہر ملے تھے اور

ہمیں ان کی رائے کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں جب اس ایوان میں تمام بلوچستان کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں تو کیا یہ بری بات تھی۔ اس اسمبلی میں ایک مسودہ قانون پیش کر کے لحا کرتے۔ کیونکہ اسمبلی کا مقصد ہی یہ ہے کہ وقت اور حالات کے مطابق قوانین میں ترمیم کیجائے۔ لہذا کیا ایسا قانون پیش کرنے میں کوئی قباحت ہے؟ اسمبلی میں (Consensus) اور افہام وتفہیم سے قانون بنایا جائے جناب والا! ہمارے صوبے میں تو اس وقت دس قسم کے قانون ہیں۔ ایئرپورٹ پہ ایک قانون ہے۔ شہر میں دوسرا قانون ہے اور دیہات میں تیسرا قانون اس لیے ہم کہنا چاہتے ہیں کہ اس ضمن میں ہمیں یقین دہانی کرائی جائے کہ اس سیشن میں یا آئندہ سیشن میں ایسا قانون پیش کیا جائے گا اور اسمبلی کی سلیکٹ کمیٹی بیٹھ کر اس پہ بحث کرے۔

جناب اسپیکر:۔

کیا وزیر قانون وپارلیمانی امور کی یقین دہانی کے بعد بھی آپ اپنی تحریک استحقاق پہ زور دیں گے؟

ملک محمد سرور خان کاکڑ:۔

جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ وزیر متعلقہ ایوان میں یقین دہانی کرا دیں تو میں اپنی تحریک

پر زور نہیں دوں گا۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور:۔

جناب اسپیکر! میں گذارش کروں گا۔ ظاہر ہے جب حکومت کسی نتیجہ پہ پہنچے گی جیساکہ میں نے کہا کہ کچھ اقدامات پہلے گئے گئے ہیں تاہم جو انتظامی یعنی ایڈمنسٹریٹیو نوعیت کے اقدامات ہوں گے۔ وہ تو حکومت اپنے طور پہ کرے گی۔ لیکن اسمیں قانون سازی کو جو حصہ ہوگا عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے کے بارے میں تو ظاہر ہے وہ کارروائی اسی معزز ایوان کے سامنے لائی جائے گی۔ میں امید کرتا ہوں۔ ممکن ہے کہ اگلے اجلاس تک ہو جائے۔ جناب والا! قانون سازی کا کام تو اس ایوان کے بغیر نہیں ہو سکے گا ہم اسے اس معزز ایوان میں لائیں گے۔ معزز رکن بھی قانون سازی سے واقف ہیں اچھی طرح جانتے ہیں۔

مولوی عصمت اللہ وزیر خزانہ:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر۔ میں معزز ایوان کے سامنے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیساکہ ابھی ایک معزز رکن میر ظفر اللہ جمالی صاحب نے شریعت کی قانون کے بارے میں فرمایا تو میں ان کا شکر گزار ہوں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی عرض

کروں گا کہ اگرچہ ہمارا تعلق اہل علم سے ہے اور یہ ہمارا فریضہ تھا لیکن جناب جمالی صاحب اور دیگر بھائیوں نے فرمایا۔ سوال صرف یہ ہے کہ جمہوریت اور جمہوری دور میں تمام انقلابات بتدریج آتے ہیں اور تدریجاً ایک عمل ہوتا ہے۔ لیکن جمالی صاحب کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ہم یہ گذارش کرتے ہیں کہ کاش اس سے قبل بھی وہ صوبائی لیول اور مرکزی لیول پر اقتدار میں رہے ہیں۔ اگر اس وقت ان کا یہ مطالبہ جاری رہتا تو شاید ہمیں امید ہے کہ اس صوبہ میں شرعی نظام پہلے نافذ ہو جاتا۔

میر ظفر اللہ جمالی :۔

(پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینشن) جناب والا! میں وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں تاہم ذاتی وضاحت کے لیے بتانا چاہتا ہوں کہ جب میں وفاقی کابینہ کا ممبر تھا۔ میرے ہوتے ہوئے یہ سلسلہ اسی وقت سے چلا تھا۔

قرارداد نمبر ۱۱ منجانب عنایت اللہ خان بازئی :۔

جناب اسپیکر :۔

چونکہ معزز رکن نے اپنی تحریک استحقاق پہ زور نہیں دیا لہٰذا اب

ہم آگے چلتے ہیں۔ جناب عنایت اللہ خان بازئی کی قرارداد نمبر ۱۱ ہے۔ بازئی صاحب اپنی قرارداد ایوان میں پیش کریں۔

قرارداد نمبر ۱۱ منجانب عنایت اللہ خان بازئی:۔

جناب مسٹر عنایت اللہ خان بازئی:۔

جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ۔

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت مسجدوں اور دینی مدارس کو گیس، پانی اور بجلی کی مفت فراہمی کے لیے مناسب رقوم فراہم کرے جیسا کہ انگریزی تعلیم کے لیے حکومت سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کو کروڑوں روپے فراہم کرتی ہے۔

جناب اسپیکر:۔

تحریک یہ ہے کہ:۔

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے

کہ وفاقی حکومت مسجدوں اور دینی مدارس کو گیس، پانی اور بجلی کی مفت فراہمی کے لیے مناسب رقوم فراہم کرے جیسا کہ انگریزی تعلیم کے لیے حکومت سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کو کروڑوں روپے فراہم کرتی ہے۔

جناب اسپیکر :-

بازئی صاحب اپنی قرارداد پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

جناب عنایت اللہ خان بازئی :-

جناب اسپیکر! میری عرض یہ ہے کہ دینی مدارس میں زیادہ تر غریب لوگوں کے بچے پڑھتے ہیں ان مدارس کا کوئی ذریعہ آمدنی اور ذریعہ معاش نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کو کسی قسم کی امداد دی جاتی ہے البتہ چند ایسے مدارس ہوں گے۔ جو زکوٰۃ کے نام سے فنڈز لیتے ہیں جس سے خاص طور پر ہمارا جمیعت العلماء اسلام کا اختلاف ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق اس کو ہم سود سمجھتے ہیں۔ جناب والا! اسطرح مساجد بھی شہریوں کی امداد سے چلتی ہیں۔ لیکن بعض مساجد کو کچھ امداد نہیں پہنچ سکتی کیونکہ ان میں لوگ نماز پڑھنے کے بعد چلے جاتے ہیں۔ اس کے پیش نظر اگر ہم مرکزی حکومت کو سفارش کریں کہ مساجد اور دینی مدارس میں پانی، بجلی اور

گیس کے لیے فنڈز مہیا کرے تو مناسب ہو گا۔ یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ مرکزی حکومت کے ساتھ صوبائی حکومت کے اختلافات ہیں۔ اسی بنیاد پہ مرکزی حکومت نے صوبائی حکومت کی امداد تقریباً بند کر رکھی ہے اور صوبائی حکومت کمزور ہے۔ لہذا ہم مرکزی حکومت سے ایسی سفارش کے لیے کہتے ہیں۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی :-

جناب اسپیکر! میں اس قرارداد کی مخالفت تو نہیں کرتا کیونکہ الحمد للہ مسلمان ہونے کے ناطے میں سمجھتا ہوں کہ مساجد اور مدارس میں نماز ادا کی جاتی ہے اور دینی تعلیم دی جاتی ہے تاہم ٹیکنیکل گراؤنڈز پہ ہم معزز رکن کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر وہ اسمیں ایک ترمیم لے آئیں تو ہم اس قرارداد کو منظور کرنے پہ غور کر سکتے ہیں۔ جناب والا! میں عرض کروں گا۔ جتنے بھی مدارس ہیں ان میں سے زیادہ تر سیاسی جماعتوں کے زیر اثر ہیں۔ اور یہ سیاسی جماعتیں ان کو چلا رہی ہیں اگر ان مساجد اور مدارس کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں یعنی سرکاری تحویل میں دیدیا جائے تو یہ مسئلہ نہیں رہے گا۔ اگر سرکاری طور پہ ان کے لیے گرانٹس منظور کی گئی تو یہ گرانٹس ان سیاسی جماعتوں کے حق میں جائیں گی نہ کہ مذہبی اداروں کے حق میں جناب والا! اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے قومی ادارے یعنی سرکاری تعلیمی

ادارے مثلاً اسکولز۔ کالجز اور یونیورسٹی ہیں اسلامیات کمپلسری سبجیکٹ کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔ بی اے تک اسلامیات لازمی مضمون ہے۔ اگر آپ اسلامیات میں فیل ہوجائیں تو آگے نہیں جا سکتے۔ ہٰذا میں پھر کہوں گا کہ ان مساجد اور مدارس کو اگر سرکاری تحویل میں دے دیں گے تو یہ سرکار کا فرض بن جائے گا کہ ان کی ضروریات پوری کرے۔ لیکن میں پرائیویٹ اداروں کے طور پر ان کے لیے گرانٹ منظور کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔ جیساکہ میں نے پہلے بھی کہا اگر معزز رکن اپنی قرارداد میں ترمیم لائیں ہم ان کے ساتھ مل بیٹھ کر تبادلہ خیال کریں گے اور کوشش کریں گے کہ ہمارے خیالات ان کے ساتھ ہم آہنگ ہوں۔

جناب اسپیکر:-

اب مولانا عصمت اللہ صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

مولانا عصمت اللہ (وزیر خزانہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز رکن نے قرارداد پیش کی تھی۔ اس بارے میں کچھ کہنا چاہوں گا۔ مزید برآں ایک ممبر صاحب نے ترامیم کے بارے میں کچھ کہا تھا۔ میری ناقص معلومات کے مطابق اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اولاً معزز رکن نے اسلامی مدارس کے لیے گیس

پانی، بجلی کے لیے جو بنیادی ضروریات میں سے ہیں۔ فراہم کرنے کے لیے قرارداد پیش کی تھی۔ میں اس کی تائید کرتے ہوئے آپ کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ سرکاری دولت اجتماعی دولت ہوتی ہے۔ وہ عوامی دولت ہوتی ہے اس سے رفاہِ عامہ کے کام کئے جاتے ہیں چونکہ پاکستان اسلامی ملک ہے اور پاکستان میں مسلمان رہتے ہیں، اسلام پر پاکستانی قوم یقین رکھتی ہے۔ اسلام، اور اسلامی خدمات اسلامی علوم عوامی خدمات ہیں ان خدمات کو مردوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان خدمات کو عورتوں کی ضرورت ہوتی ہے ان خدمات کو بچوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ جبکہ سرکاری پیسے سے اور سرکاری دولت سے اسکول تعمیر کئے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس صوبے کے ہر فرد کی ضرورت نہیں بلکہ نصف آبادی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر صوبے کا فرد اسکول استعمال نہیں کرتا کیونکہ اسلام ہمارا مذہب ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ اسلام اور اسلامی علوم کو فروغ دینا یہ عوامی ضرورت ہے اور یہ عوامی ضرورت کے زمرے میں آتا ہے۔ بلکہ وہ عوامی ضرورت ہے۔ گھر میں انسان کی ذاتی زندگی میں یہ ایک ایسی ضرورت ہے کہ اس سے ہم بالکل مستثنیٰ نہیں ہو سکتے بدقسمتی سے انگریزوں کے دور سے آج تک اسلامی علوم کو فروغ دینے کے لیے حکومت نے نہ کچھ کیا ہے اور نہ ہی حکومت اسے اپنا فریضہ سمجھتی ہے۔ اس وجہ سے ہم اس سے غافل ہیں۔ میں قرارداد کی تائید کرتے ہوئے سفارش کرتا ہوں کہ معزز رکن نے جو قرارداد پیش کی ہے۔

اس کی تائید کی جائے ۔ دوسری بات معزز رکن نے کہا کہ اسلامی مدارس کا سیاسی جماعتوں سے تعلق ہے ۔ اگر اس میں یہ ترمیم کی جائے کہ اوقاف میں دینے کے بعد ان سہولتوں سے نوازا جائے گا ۔ میں گذارش کرتا ہوں ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ (عربی)

" اگر ہم مسلمان ہیں اور مسلمان ہونے کی تصیحح یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانا جائے اور ان کی ہدایات و فرمودات پر عقیدہ رکھنے کے بعد عمل کیا جائے بخاری شریف حدیث کی مشہور کتاب ہے اور قرآن مجید کے بعد دوسرے نمبر پر آتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ (عربی)

بنی اسرائیل کے انبیاء جو تھے ان کا فرض قوم کی سیاست اور سیاسی قیادت ان کے فرائض میں شامل تھے اور بنیادی سیاست پیغمبر انجام دیتے رہے تھے ۔ علماُ کے وہ فرائض ہوں گے جو پیغمبروں کے تھے یہ حدیث بخاری کی ہے ۔ یہ الگ بات ہے کہ بیرونی قوتوں نے اسلام میں ترمیم کر کے دکھائی ہے ۔ بیرونی قوتوں نے اسلام کے کو مسجد تک محدود کر دیا ہے بیرونی قوتوں نے اسلام کو صرف عبادات تک محدود رکھا ہے ۔ اور ہم نے اس ترمیم کو قبول کیا ہے حالانکہ اگر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں تو حدیث میں یہ بات واضح موجود ہے کہ کہ سیاست پیغمبروں کا فرض تھا علماء اس کے وارث ہیں ۔ یہ افسوس کہ ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک معزز رکن جو مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس لفظ کو برداشت نہیں کر سکتے کہ اسلامی مدارس

میں سیاست ہوتی ہے اسلامی مدارس سیاست کے اکھاڑے ہیں ۔ اسلام کا بنیادی رکن ہے میں معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اسلام کے کل پانچ شعبے ہیں ، پہلا جن کو عقائد کہتے ہیں ۔ انہیں ہم اعتقادیات کہتے ہیں ، جیسا کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی برحق ہیں ۔ انہوں نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو ہدایات ملی ہیں ، ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں ، یہ اعتقادیات کہلاتے ہیں ۔ دوسرے نمبر پہ عبادات ہے جیسا کہ صوم صلوٰۃ زکوٰۃ ، حج وغیرہ ، یہ عبادات کا شعبہ ہے ۔ اس شعبے میں بھی اللہ تعالےٰ نے وہ طرز طریقہ اور طریقہ کار سب بتلا دیا گیا ہے ، تیسرے نمبر پہ معاملات اس میں تجارت ، خرید و فروخت ، زراعت وغیرہ یہ معاملات ہیں ۔ ان معاملات میں اسلام نے ان کو معاملات کہا ہے ۔

جناب اسپیکر :-

مولانا صاحب اس قرارداد پہ مختصر تقریر کریں ۔ آپ کی تقریر کچھ لمبی ہوگئی ہے ۔

وزیر خزانہ :-

جناب والا جو تھا شعبہ اخلاقیات کا ہے ، اس میں ہم ایک دوسرے سے اخلاق

سے پیش آتے ہیں ۔ ہم کس طرح کھانا کھاتے ہیں ۔ کسطرح سوتے ہیں ۔ وغیرہ ۔ انہیں ہم اخلاقیات کہتے ہیں ، پانچواں شعبہ جو اہم شعبہ ہے اسکو سیاست کہتے ہیں ، سیاست اسلام کا اہم شعبہ ہے ۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح ہدایات دی ہیں ۔

جناب اسپیکر :-

مولانا صاحب آپ کی تقریر اس قرارداد پر دس منٹ سے زیادہ نہیں ہو سکتی ۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :-

جناب والا ! الحمدللہ ہم بھی مسلمان ہیں ۔ جہاں سے میں گذرا ہوں اور جہاں بھی میں نے مدارس دیکھے ہیں وہاں جمیعت علما اسلام کے جھنڈے لہراتے ہوئے دیکھے ہیں ۔ جہاں تک اجتماعی بات ہے سرکاری دولت اجتماعی ملکیت ہوتی ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرتا لیکن میرے تجویز ہے کہ یہ مدارس محکمہ اوقاف کی تحویل میں دے دیئے جائیں ، محکمہ اوقاف بھی ایک ادارہ ہے جو اجتماعی ، مذہبی ، مفادات کی نگہداشت کرتا ہے ۔ اگر یہ دولت اجتماعی اور عوام کی بہتری کے لیے خرچ کی جائے ۔ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے مدارس کو بھی دی جائے ۔ اور آپ یہ سمجھتے ہیں ۔ کہ ان مدارس سے آپ اپنی سیاست کو مضبوط اور مستحکم

کریں۔ دوسرے سیاست سے تعلق رکھنے والے کے خلاف وہاں سے پروپیگنڈہ۔ تو میں اس کی مخالفت کروں گا۔ الحمدللہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ ہم مدارس کے اور مذہبی تعلیم کے بارے میں کوئی غلط بات نہیں کہنا چاہتے ہم مسلمان ہیں، مسلمان رہیں گے۔ اور مسلمانوں کی طرح ہمیں دفنایا جائے گا۔ مرنے کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں، کہ ہم سب اسلام کے چیمپئن ہیں۔ ہم مسلمان ہیں۔ شکریہ۔

میر ظفراللہ خان جمالی :۔

جناب والا! وزیر خزانہ صاحب نے پانچ چیزیں ایسی فرمائی ہیں جن میں سے ایک کا تعلق اخلاقیات سے تھا پہلے تو میں چپ رہا کیونکہ اسلام کی بات ہو رہی تھی اور میں نے مناسب نہ سمجھا کہ اس وقت میں کوئی پوائنٹ اٹھاؤں اب وہ تقریر کر چکے ہیں۔ اس لیے میں ان سے ایک چیز کی وضاحت چاہتا ہوں کہ اسلام کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ علمائے کرام چلائیں گے میں ان سے یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ کیا یہ ذمہ داری صرف علمائے کرام کی ہیں۔ یا یہ ذمہ داری ہر مسلمان کی ہے وہ اس کی وضاحت فرمادیں تو میں ان کا بہت مشکور رہوں گا۔

وزیر خزانہ :۔

جناب اسپیکر! میں معزز رکن کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ ہی اسی چیز

کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ معزز رکن کے اندر اسلامی معلومات حاصل کرنے کا جذبہ موجود ہے میں اس کی یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ علماء کے سوا کوئی سیاست نہ کرے اسلامی ملک میں اسلام میں سب مسلمانوں کو اجازت ہے ۔

میر ظفر اللہ خان جمالی :۔

جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں ۔ مولانا صاحب ذرا تشریف رکھیں ۔ مولانا صاحب نے فرمایا ہے کہ علماء کے بغیر اور کوئی سیاست نہ کرے میں سمجھتا ہوں اس سے اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اگر سیاست صرف علماء کا تعلق ہے تو ہماری ضرورت نہیں ہے ہم یہاں منتخب ہو کر آئے ہیں تو ہمارا استحقاق مجروح ہو رہا ہے میں مولانا صاحب سے گذارش کروں گا کہ برائے مہربانی جب وہ تقریر فرماتے ہیں تو خدارا اس طریقے سے کریں کہ کسی ممبر کا استحقاق مجروح نہ ہو ۔

وزیر خزانہ :۔

میں معزز رکن سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ علماء کے سوا کوئی دوسرا شخص سیاست نہ کرے میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں . . . .

میر ظفر اللہ خان جمالی :۔

جناب والا! مولانا صاحب اپنے الفاظ سے منحرف ہو رہے ہیں یہاں پر ریکارڈنگ ہو رہی ہے آپ ہاؤس کو ریکارڈنگ سنائیں کیا انہوں نے نہیں کہا ہے ؟

وزیر خزانہ :۔

جناب اسپیکر! میں نے اگر آپ کو یاد ہو یہ کہا تھا کہ اسلامی معاشرے میں اسلامی سیاست اور اسلامی قیادت علماء کا فریضہ ہے صرف میں نے یہ کہا تھا میں اس پر پابند ہوں اور میں اصرار کرتا ہوں اسلامی معاشرے میں سیاست کا اہم مقام ہے میں کہنا چاہتا ہوں اور میں اس سے منحرف نہیں ہوا ہوں اور نہ اس کے سوا میں نے کوئی دوسری بات کی ہے۔

جناب اسپیکر :۔

مولانا نور محمد صاحب کھڑے ہیں ان کو بات کرنے دیں ۔

مولانا نور محمد (وزیر بلدیات) :۔

جناب والا! میں معزز رکن کی قرارداد کے حق میں کچھ بولنا چاہتا ہوں اس قرارداد

کو جھگڑے کی بنیاد بنانا اچھی بات نہیں ہے کیونکہ بلوچستان میں سب مدارس سرابارے جمعیت علمائے اسلام کے نہیں ہیں بلکہ اور پارٹیوں کے بھی مدارس ہیں اور مساجد ہیں۔ یہ بات کہ مساجد کو جمعیت العلمائے اسلام کے نام منسوب سے منسوب کرنا ایک جرم ہے میرے خیال میں معزز رکن کے دماغ میں خلل ہے۔ مساجد تو اللہ کی ہیں مساجد تو تمام مسلمانوں کی ہیں مساجد کو ایک پارٹی کے ساتھ منسوب کرنا ایک جرم ہے اس سے ایک رکن اسمبلی نے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے اور اس کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ سیاست ان مدارس میں سیاست ہو رہی ہے۔ جناب والا! سیاست کی دو اقسام ہیں ایک اسلامی عادلانہ سیاست ہے۔ جو قرآن کریم کی شکل میں ہے یہ ہمارے سامنے موجود ہے یہ سیاست مسلمانوں کا کام ہے لیکن مسلمانوں کی قیادت علمائے کرام کر رہے ہیں۔ علمائے کرام کو کو تمام قوم نے امامت صغریٰ کا حق دیا ہے۔ امامت صغریٰ کا اس شخص کو حق حاصل ہے جو اس کے قابل ہے۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :-

جناب والا! مولانا صاحب نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی قیادت صرف علمائے کرام کر رہے ہیں ہم کو وہ مسلمان نہیں سمجھتے ہیں ہم نے بھی اپنے حوالے سے دینی علم حاصل

کیا ہے آپ نے بھی مذہبی علم حاصل کیا ہے اور اگر آپ نے مسلمانوں کی قیادت کرنا ہے تو کیا آپ ہم کو مسلمان نہیں سمجھتے ہیں آپ نے ان الفاظ سے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے آپ اپنے یہ الفاظ واپس لے لیں ۔

وزیر بلدیات :-

جناب والا! میرے خیال میں یہ تو اجمالی مسئلہ ہے علمائے کرام قوم کے قائد ہیں اور مسلمانوں نے ان کو تسلیم کیا ہے۔ سب مسلمانوں کے لیے لازمی ہے کہ وہ اس کو تسلیم کریں قیادت بڑی قیادت کبریٰ بھی علما کا حق ہے اور سیاست کے بارے میں میں نے کہا دو قسم کی ہے ایک سیاست عادلانہ ہے وہ انبیاء کرام کی سیاست ہے ۔

میر جان محمد جمالی :-

جناب والا! کیا مولانا صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ صوبے کی قیادت بھی ان کو کرنا چاہیئے ذرا وضاحت کریں؟

جناب اسپیکر :-

مولانا صاحب یہ نہیں کہہ رہے تھے ۔

وزیر بلدیات :۔

جناب والا! بعض ساتھیوں اور ارکان نے اسمبلی کو کھلونا بنایا ہے ہر ایک اٹھ کر پوائنٹ آف آرڈر کہتا ہے ۔ فلاں آرڈر کہتا ہے فلاں آرڈر کہتا ہے ۔

میر ظفر اللہ خان جمالی :۔

(پوائنٹ آف آرڈر) ۔ جناب والا! آپ یہ الفاظ اسمبلی کی کارروائی سے حذف کر دیجئے کہ اسمبلی کو ایک کھلونا سمجھا ہے اور پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھ جاتے ہیں ۔ یہ واقعی ممبروں کے خلاف ہے یہ جو الفاظ استعمال کر رہے ہیں مناسب نہیں ہیں جب ہم ہر رکن کے ساتھ باعزت طریقے پیش آتے ہیں تو بایدہے کہ وہ ایسا رویہ اختیار نہ کریں ٹھیک ہے وہ حکومتی پارٹی کے ضرور ہیں ۔ اس طریقے سے مولانا صاحب اسمبلی آداب کے خلاف بات کر رہے ہیں ۔

جناب اسپیکر :۔

مولانا صاحب جو آپ تقریر کر رہے ہیں وہ موضوع سے ہٹ کر ہے ۔ جو قرارداد ہے اس پر تقریر ہونا چاہیئے پانچ منٹ سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے ۔

آپ موضوع پر بات کریں ۔

وزیر بلدیات :۔

جناب والا ! میں نے اس قرارداد کی حمایت کی ہے اور اس کی حمائیت میں کہا ہے مساجد مسلمانوں کی ہیں ان میں اسلامی مدرسوں میں مسلمانوں کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں مسلمان نماز پڑھتے ہیں میں معزز رکن کو یہ کہتا ہوں کہ آپ یہ نہ کہیں کہ مساجد جمعیت علمائے اسلام کی ہیں ۔

جناب اسپیکر :۔

مولانا خوستی صاحب کھڑے ہیں ان کو تقریر کرنے دیں ۔

مولانا محمد اسحاق خوستی :۔

جناب والا ! یہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے اور بعض ارکان نے تقریریں کی ہیں ان سے مجھے مایوسی ہوئی ہے ۔ مسجد نہ کسی کی جاگیر ہے اور نہ مدرسے کسی سیاسی پارٹی کی جاگیر ہیں یہاں صرف اور صرف اسلامی تعلیم ہو رہی ہے ۔ اسلام ہمارا دین ہے اور دین ہم سب

کا مشترکہ ہے اس میں کسی کو شبہ نہیں ہے کہ کوئی اسلام سے محبت نہیں رکھتا ہے میری سب سے پرزور اپیل ہے کہ آپ اس قرارداد کو منظور کریں۔ اگر یہ منظور نہ ہوئی تو اس ہاؤس کی اتنی بے عزتی ہوگی جس کا اندازہ نہیں۔ کہ اسمبلی میں اس بات پر بحث تھی۔ کہ مسجد کو بجلی نہ دیں۔ مسجد اور مدرسہ تو سب جماعتوں کے ہیں ہر ایک ممبر مدرسہ چلا سکتا ہے اور ہمارے ساتھ یہ وعدہ ہوا تھا کہ بلوچستان اسمبلی میں کوئی اسلام کے خلاف قدم نہیں اٹھایا جائے۔ لہذا اس قرارداد کو منظور کریں۔ باہر یہ کہیں گے کہ اسمبلی میں شور اور تنازعہ تھا کہ مسجد کو بجلی نہ دیں۔ میری دوبارہ پرزور اپیل ہے اس قرارداد کو اتفاق رائے سے منظور کریں۔ شکریہ۔

مسٹر بشیر مسیح:۔

جناب اسپیکر۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں بلکہ خاص طور پہ حمایت کرتا ہوں۔ لیکن اسمیں تھوڑی سے ترمیم کردی جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ جناب والا۔ یہاں لکھا ہے کہ مساجد اور دینی مدارس لیکن چرچ بھی خدا کا گھر ہے اور اسیطرح مندر اور دوسری عبادت گاہیں بھی ہیں۔ نہ صرف مسجدوں میں بلکہ ان تمام جگہوں پہ جہاں خداوندکی عبادت کی جاتی ہے ان سب کو قرارداد میں شامل کیا جائے اور منظور کیا جائے۔

مولانا غلام مصطفیٰ (وزیر تعلیم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب اسپیکر صاحب ۔ عنایت اللہ بازئی صاحب نے جو قرارداد پیش کی جس پر گرما گرم بحث بھی ہوئی ۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ آیا یہ کوئی ایسا مسئلہ ہے جس پر بحث کی جائے ؟ جناب والا ! یہ واضح مسئلہ ہے قرارداد میں لکھا ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت مسجدوں اور دینی مدارس کو گیس پانی اور بجلی کی فراہمی کے لیے مناسب رقوم فراہم کرے ۔ جناب اسپیکر ۔ ہمارے دینی مدارس حیات عقبیٰ کا منبع ہیں اگر اس سلسلے میں وفاقی حکومت سے رجوع کیا جائے تو کیا قباحت ہے ؟ ہم اب تک جو عوامی مفاد کے لیے وفاقی حکومت سے رجوع کر سکتے ہیں ۔ جیسا کہ میرے بعض ساتھی کہہ رہے تھے کہ یہ مدارس سیاست کا گڑھ ہیں ۔ ظاہر بات ہے ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں سیاست نہ ہو رہی ہو ۔ نہ صرف بلوچستان میں بلکہ سارے پاکستان میں یعنی اسکولوں کالجوں یونیورسٹیوں میں حتیٰ کہ جھگیوں میں بھی سیاست ہو رہی ہے ۔ جناب والا ! سیاست کوئی معیوب چیز نہیں جسے بند کیا جائے ۔ آپ اس کا اندازہ لگائیں کہ آپ شہروں اور دیہاتوں میں واٹر سپلائی اسکیمیں منظور کرتے ہیں ۔ بجلی اور سڑکیں بناتے ہیں ڈسپنسریاں منظور کرتے ہیں ۔ وہاں بھی سیاست ہے مختلف قسم کے گروپ ہیں لیکن سیاست سے دینی مدارس اور مساجد کو منسوب کرنا زیادتی ہے ۔ جناب والا !

معزز رکن نے فرمایا ہم سب مسلمان ہیں یا علم رکھتے ہیں ۔ میں معذرت کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ مولانا کا مقصد یہ تھا کہ جیسا کہ مرکزی حکومت دنیاوی علوم کے لیے ضروریات فراہم کرتی ہے اسی طرح دینی علوم کے لیے بھی مہیا کرے کیونکہ دینی علوم حیات عقبیٰ کے لیے ہے ۔ اس میں کوئی قباحت نہیں ۔ میں عرض کر رہا تھا ۔ جہانتک علم رکھنے کا مسئلہ ہے تو الحمد للہ دینی اور دنیاوی علم سب کو حاصل ہے لیکن میں معزز رکن سے یہ عرض کروں گا کہ اگر آپ علم کا دعویٰ کرتے ہیں ۔ لیکن اچانک اگر جنازہ آیا تو ظاہر ہے آپ مجھے تلاش کریں گے ۔ عالم دین کو تلاش کرنا ضروری ہوگا ۔ اگر آپ عالم دین ہیں تو آپ کو میری تلاش نہ ہوگی ۔ اس لیے کہ آپ کو میری ضرورت ہے لہذا میری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے میری مدد کرنا بھی اور زندگی کی لوازمات و سہولیات بہم پہنچانا بھی ضروری ہے ۔ جناب اسپیکر ۔ معذرت خواہ ہوں ۔

جناب اسپیکر :-

مسٹر بشیر مسیح نے قرارداد میں ترمیم کے بارے میں کہا تھا ہم نے دو دن پہلے ایجنڈا اس لیے فراہم کیا تھا کہ اگر کوئی معزز رکن ترمیم دینا چاہیں تو دے دیں ۔ تاہم انہوں نے کوئی ترمیم نہیں دی ۔

میر جان محمد خان جمالی :-

جناب اسپیکر صاحب! میں وزیر تعلیم صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کھری کھری باتیں کر دیں لیکن صوبہ بلوچستان میں پہلے ہی اس پر عمل ہو رہا ہے کیونکہ وزیر تعلیم نے دینی مدارس کے لیے ایک کروڑ روپے کی رقم رکھی ہے خدا کے فضل سے بسم اللہ ہو چکی ہے۔ اگر وفاقی حکومت کو بھیجا تو جیسے تعلقات ہیں ویسا ہی جواب ملے گا۔

وزیر تعلیم :-

(نقطہ اعتراض) جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر چونکہ انگریزی کا لفظ ہے میں اگر استعمال کروں تو ممکن ہے کوئی نقص نکالیں۔ میری زبان میں۔ جیسا کہ معزز رکن نے فرمایا کہ بلوچستان سے ابتدا ہو چکی ہے۔ الحمدللہ سب ساتھیوں نے دیکھا۔ بعض ساتھیوں نے بجٹ میں اعتراض اٹھایا تھا کہ دینی مدارس کے لیے ایک کروڑ روپے کی رقم بہت زیادہ ہے اس لیے اسمیں ترمیم ہوگئی اور نتیجہ آخر کار تیس لاکھ تک آگئی۔ اگر اب وہ منظور کر دیں تو حکومت ابھی سے اس کے لیے ایک کروڑ رکھے گی۔ اس سے تعلیمی اداروں اور عوام کا فائدہ ہوگا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور :-

جناب اسپیکر۔ اس قرارداد پر ماشاءاللہ کافی بحث ہوئی دونوں بنچز نے حصہ لیا۔

اب بھی آپ کے اختیارات میں ہے اور اسوقت بھی آپ اس قرار داد میں ترمیم قبول کرسکتے ہیں۔ قرارداد کا اپنا مقصد یہ تھا کہ دینی مدارس کی سرپرستی کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ جناب والا! نہ تو صوبائی حکومت اور نہ ہی عوام اپنے دینی مدارس اور مساجد کی سرپرستی سے غافل ہیں۔ وہ ان کی سرپرستی کرتے ہیں لیکن جس شکل میں یہ قرار داد ہاؤس کے سامنے آئی اگر ایوان اسے منظور کرے تو نہ جانے وہ کون سے مدارس اور مساجد ہوں گے جن کو وفاقی حکومت امداد دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر معزز رکن ایسی شکل میں دینی مدارس اور مساجد کے لیے صوبائی حکومت کے توسط سے وفاقی حکومت سے مزید فنڈز مانگیں تو بہتر ہوگا۔ جیسے ہم مختلف مدات میں وفاق سے مانگ رہے ہیں۔ میرے رفیق کار وزیر تعلیم نے فرمایا کہ محکمہ تعلیم دینی مدارس کے لیے تقریباً تیس لاکھ روپے دے رہا ہے۔ حکومت اپنے وسائل کے اندر ان کو پیسہ دے رہی ہے اس کے علاوہ زکوٰۃ فنڈز سے بھی انہیں پیسہ دے رہی ہے۔ یہ ان کی صوابدید پہ ہوتا ہے کہ وہ اس پیسہ کو کیسے خرچ کریں گے۔ اس لیے میں گذارش کروں گا کہ دینی مدارس اور مساجد کی سرپرستی اور دین کے فروغ کے لیے معزز رکن اپنی قرار داد کو ایسی شکل دیدیں کہ وفاقی حکومت ان کے زیادہ فنڈز منظور کرے۔ تاکہ ہم اپنے اگلے بجٹ میں اس کا بندوبست کرسکیں۔ جبکہ اسوقت بھی ہم اپنی مساجد اور دینی مدارس کی سرپرستی کررہے ہیں ہم اس کو مزید آگے بڑھا سکیں۔ شکریہ۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :۔

جناب اسپیکر ! جس طرح وزیر قانون نے ترمیم کی تجویز پیش کی ہے تو میں بھی یہ ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ان مساجد اور دینی مدارس کو محکمہ تعلیم اپنی تحویل میں لے لیں تو ہم بالکل اس کی حمایت کریں گے ۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ اکثر دینی مدارس سیاسی جماعتوں کے زیر اثر ہیں آپ بھی بہتر طریقے سے جانتے ہیں اور آپ کو بخوبی علم ہے اگر میری یہ ترمیم شامل کر دیں کہ مساجد اور دینی مدارس محکمہ تعلیم و محکمہ اوقاف کی تحویل میں دے دیئے جائیں تو ہم متفقہ طور پر اسے منظور کرنے کے لیے تیار ہیں۔

وزیر تعلیم :۔

جناب اسپیکر۔ نواب صاحب نے جسطرح فرمایا اسوقت بھی الحمدللہ مدارس تو محکمہ تعلیم کی تحویل میں ہیں ۔ رولز بعد میں نافذ ہوں گے ۔ ہم تو یہ رو رہے ہیں کہ دینی مدارس سے ہمارا تعلق ہے ۔ وہ ہم پر حق رکھتے ہیں ۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :۔

جناب اسپیکر ۔ آپ کے توسط سے وزیر تعلیم سے یہ کہنا چاہتا ہوں اگر وہ وزارت تعلیم کی تحویل میں ہیں تو . . . ۔ ۔

جناب اسپیکر :-

میں اسمبلی کا اجلاس پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کرتا ہوں ۔ صلاح ومشورہ کے بعد معزز رکن اگر ترمیم کے ساتھ اپنی قرارداد پیش کرنا چاہیں تو پیش کر دیں ۔ اجلاس پندرہ منٹ تک ملتوی کیا جاتا ہے ۔

(دوپہر بارہ بجکر پندرہ منٹ پر اجلاس ملتوی ہوگیا اور بعدازاں دوپہر بارہ بجکر پچاس منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر شروع ہوا)

جناب اسپیکر :-

جناب عنایت اللہ خان بازئی اپنی ترمیم شدہ قرارداد پیش کریں ۔

عنایت اللہ خان بازئی :-

جناب والا! میں ترمیم شدہ قرارداد پیش کرتا ہوں ۔ "یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت مسجدوں اور دینی مدارس اور دیگر مذہبی عبادت گاہوں، جن کو اسلام نے تحفظ فراہم کیا ہے ۔ گیس اور بجلی کی مفت فراہمی کے لیے فوری احکامات جاری کرے "

جناب اسپیکر :-

ترمیم شدہ قرارداد یہ ہے کہ :-

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت مسجدوں، دینی مدارس اور دیگر مذہبی عبادت گاہوں، جن کو اسلام نے تحفظ فراہم کیا ہے، گیس اور بجلی کی مفت فراہمی کے لیے فوری احکامات جاری کرے"۔

جناب اسپیکر :-

سوال یہ ہے کہ ترمیم شدہ قرارداد کو منظور کیا جائے۔

(ترمیم شدہ قرارداد منظور کی گئی)

نواب محمد اسلم رئیسانی :-

جناب والا! اس قرارداد کے بارے میں میں کچھ عرض کردوں کہ اس قرارداد کے بارے میں ہم نے بھی کچھ ترامیم آپ کے گوش گذار کرائی تھیں۔ جہاں تک مساجد کا تعلق ہے میں اور میرے ساتھیوں سب اس سے متفق ہیں کہ ان کو بجلی گیس مفت فراہم کیجائے لیکن جہاں مدارس کا سوال ہے وہاں ہم یہ ترمیم لانا چاہتے ہیں اور ہم تجویز کرتے ہیں کہ اگر

ان مدارس کو محکمہ تعلیم یا اوقاف کے حوالے کیا جائے ہم اس کی حمایت کرتے ہیں لیکن اگر یہ مدارس پرائیویٹ اداروں کی طرح چلانا ہے اور وہاں پہ سیاست چلانا ہے تو ہم اس کی حمایت نہیں کرتے ہیں اور جسطرح ڈپٹی اسپیکر صاحب نے کہا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

عنایت اللہ خان بازئی :-

جناب والا ! ایوان میں جبکہ یہ قرارداد منظور ہو گئی ہے اور اس پر بحث بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :-

جناب والا ! میں یہ عرض کرتا ہوں اور ہمارا موقف ریکارڈ پہ آچکا ہے اور اگر آپ منظور کرتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اور میں ڈپٹی اسپیکر صاحب سے یہ وضاحت طلب کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ زکوٰۃ سود ہے میں ان سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ مسئلے کی وضاحت کریں یہ کس طرح سے سود ہے وہ کھڑے ہو کر بتائیں اور جواب دیں۔

جناب اسپیکر :-

قرارداد تو کثرت رائے سے منظور ہوگئی ہے اور آپ کی یہ بات متعلقہ نہیں ہے۔

سردار ثناء اللہ زہری :-

جناب والا ! ہم نے جو قرارداد میں ترمیم دی تھی اگر آپ اس کو منظور نہیں کرتے ہیں تو ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے ہیں ۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :-

جناب والا ! میں نے ڈپٹی اسپیکر صاحب سے ایک وضاحت مانگی ہے یہ ایک اہم مسئلہ ہے اگر وہ نہیں بتاتے ہیں تو اس سے کئی مسلے اٹھیں گے ؟

ٹھیک ہے یہ متعلقہ بات نہیں ہے لیکن انہوں نے کہا ہے انہوں یہ بات کہی ہے وہ بتائیں ۔

سردار ثناء اللہ زہری :-

جناب والا ! جیسا کہ نواب صاحب نے فرمایا ہے اور عنایت بازئی صاحب نے

فرمایا ہے کہ زکوٰۃ سود ہے ہم ان سے وضاحت چاہتے ہیں کہ وہ بتائیں زکوٰۃ کیسے سود ہے اس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب اسپیکر:۔

یہ قرارداد سے متعلق نہیں اور اب نواب جو کوئی اور اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ پیش کریں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ:۔

جناب والا! نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب کس رول کے تحت وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر ہے کیا ہے۔

جناب اسپیکر:۔

سرور صاحب آپ سنیں تو سہی سننے سے پہلے آپ اعتراض کر رہے ہیں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ:۔

جناب والا! کیا وہ تحریک التوا پیش کر رہے ہیں یا تحریک استحقاق پیش

کر رہے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر سے آپ ہمیں بتائیں کہ وہ کیسا مسئلہ اور کس رول کے تحت بات کر رہے ہیں۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :-

جناب والا ! یہ ایک اہم عوامی مسئلہ ہے جس کی جانب میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں آپ اور معزز اراکین بہتر جانتے ہیں کہ بلوچستان میں اکثر آبادی کا دارومدار زمینداری شعبے سے ہے۔ اور ہمارے بلوچستان کے دو اہم فصل ہیں وہ آلو اور پیاز ہیں۔ یہ یہاں کی بڑی فصلیں ہیں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ :-

جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے آپ سے اور نواب صاحب گذارش کی تھی کہ وہ کس بنیاد پر اس اسمبلی میں بات کر رہے ہیں کیا قاعدہ ہے کیونکہ اسمبلی میں قرارداد پیش ہوتی ہے۔ تحریک التواء یا تحریک استحقاق پیش ہوتی ہے جہاں تک نواب کی ان باتوں کا تعلق ہے وہ صرف سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے بات کی ہے۔ اپنے بجلی کے واجبات کی بات کی ہے۔ اور اگر یہ واقعی لوگوں

کے ساتھ مخلص ہیں تو صحیح معنوں میں اس کو قرارداد کی شکل میں پیش کریں تو ہم اس کی حمائت کریں اور کسی قانون قاعدے کے تحت بات کریں۔ کل کوئی اور ممبر اسمبلی میں کھڑا ہو کر اپنی باتیں کر سکتا ہے اسمبلی کے قاعدے اور قوانین ہیں ان کے متعلق کارروائی کریں اور پھر ممبران کو اجازت دیں کہ وہ کس قاعدے کے تحت بات کہہ رہے ہیں آپ اس کی وضاحت کریں کہ کس قاعدے کے تحت انہوں نے بات کی ہے آپ کے پاس اسمبلی کے قواعد موجود ہیں۔

محمد اسلم رئیسانی :۔

اگر آپ اس کو غلط سمجھتے ہیں تو آپ اس کی مخالفت کریں ہم مفاد عامہ کی بات کر رہے ہیں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ :۔

ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ آپ مفاد عامہ کی بات نہ کریں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ لوگوں کی مشکلات ہیں آپ بیان کریں لیکن آپ اسمبلی کے قاعدے اور قانون کے تحت بیان کریں تاکہ ہم اس کی حمائت بھی کرتے۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :-

آپ یہ بتادیں کہ یہ کیسے غلط ہے ۔ اور یہی دو فصل آلو اور پیاز سندھ اور پنجاب کے علاقوں میں بھی پیدا ہوتے ہیں ان کی فصلیں مارکیٹ میں پہلے جانے سے ہماری فصلوں پر بُرا اثر پڑتا ہے اور ہماری فصل کی مارکیٹ میں قیمت بالکل گر جاتی ہے آپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ پنجاب اور سندھ میں زمینوں کو نہری پانی سے سیراب کیا جاتا ہے، اور آپ کو یہ پتہ ہے کہ ہم یہاں پانی کس مصیبت سے نوے فٹ سے لے کر دو سو فٹ گہرائی سے پمپس کے ذریعے نکالتے ہیں ۔ اور ان زمینوں کو سیراب کرتے ہیں اور ہمارے اخراجات بھی پنجاب اور سندھ سے بہت زیادہ ہیں کیونکہ جب پنجاب اور سندھ میں ایک ٹیوب ویل لگایا جاتا ہے تو آٹھ فٹ پر پانی نکل آتا ہے اور ہم چالیس ھارس پاور کی موٹر سے دو انچ پانی نکالتے ہیں ہمارے اخراجات زیادہ ہیں اور اب جبکہ واپڈا اتھارٹی اور وفاقی حکومت کے ادارے اپنے واجبات بھی وصول کر رہے ہیں اور ہماری جو یہ اجناس ہیں جن پر ہم لوگوں نے یہ محنت اور سرمایہ کاری کی ہوئی ہے وہ رقم بھی اصل صورت میں وصول نہیں ہو رہی ہے ہم واپڈا کے واجبات اور بنکوں کے قرضے کس طرح سے ادا کر سکتے ہیں آپ مہربانی کر کے قائد ایوان صاحب وفاقی حکومت کے ساتھ اس مسئلے کو اٹھائیں اور حل کرائیں کیونکہ کافی عرصہ سے یہاں صوبے کے حقوق کی بات

ہو رہی ہے ۔ یہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے ۔ یہ بھی صوبے کے حقوق کا ایک اہم مسئلہ ہے زمینداروں کا مسئلہ ہے اہم ہے ۔ اب اس پر کوئی اور ممبر صاحب مزید بولنا چاہے تو ہم سنیں گے ۔

میر ظفر اللہ خان جمالی :۔

جناب اسپیکر ۔ سب سے پہلے میں معزز رکن سرور خان کاکڑ کے اعتراض پر عرض کروں گا ۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے اسمبلی کا اجلاس پندرہ منٹ تک ملتوی رہا جو بعد میں آدھے گھنٹے تک چلا گیا ۔ میں آپ سے گذارش کروں گا کہ بحیثیت اسپیکر آپنے اجازت دیدی اور تمام اراکین کی میزوں پر یہ مسئلہ آیا ہوا ہے جس کا تعلق ہمارے زمینداروں اور کاشتکاروں سے ہے ۔ آپنے مہربانی فرماکر اجازت دیدی ۔ کیونکہ میں نے اور رئیسانی نے آپ کے چیمبر میں آپ سے گذارش کی تھی اور بحیثیت اسپیکر آپنے اپنے اختیارات کے تحت ہمیں اجازت دی ۔ مہربانی ۔ جناب والا ۔ اتنا عرض کروں گا جیسا کہ معزز رکن نے فرمایا کہ بلوچستان میں پیاز اور آلو کی فصل سارے ملک میں باقی صوبوں سے تین ۔ چار ہفتے پہلے تیار ہو جاتی ہے اور اتفاق ہے کہ آج تک بلوچستان کے لیے ایسی منڈی یا مارکیٹ دستیاب نہ ہو سکے اور نہ ہی تلاش کیے جا سکے جن کے ذریعہ بلوچستان کے عام کاشتکار اپنی یہ پیداوار بلوچستان

سے باہر منتقل کر سکیں۔ اور انہیں اس کا ایک اچھا معاوضہ مل سکے۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ فصلیں قبل از وقت تیار ہو جاتی ہیں۔ جناب والا! جبتک یہ ملک میں یہ فصلیں منڈی میں آتی ہیں۔ بلوچستان کے لوگوں کو یہ فائدہ پہنچتا ہے۔ پیاز، آلو کے بارے میں آپ کو یہ معلوم ہو کر حیرانگی ہوگی کہ بلوچستان کی نزدیک ترین منڈی سکھر ہے اس کے بعد حیدرآباد کراچی ہے۔ رحیم یار خان اس کے بعد یہ فصل لاہور تک جاتی ہے۔ اس پیداوار کو وہاں تک پہنچانے کے لیے ایک عام زمیندار اور کاشتکار کا کرایہ، لوڈنگ ان لوڈنگ فریٹ چارجز وغیرہ کے اخراجات کے بعد بمشکل اپنا اور اپنے بچوں کا گزارہ کرتا ہے۔

میں اس سلسلہ میں معزز ایوان سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۱۹۸۲ء میں برساتیں بہت زیادہ ہوئی تھیں جن سے کاشتکاروں کو نقصان پہنچا۔ اس وقت مرکزی حکومت نے پاسکو یعنی پاکستان ایگریکلچرل اسٹوریج کارپوریشن کو یہ حکم دیا کہ آپ جائیں اور بلوچستان سے خریداری کریں۔ پاسکو نے اعتراض کیا کہ ہو سکتا ہے کہ فصل خراب ہو چکی ہو۔ لیکن انہوں نے کہا بہر حال کاشتکاروں کو ان کا معاوضہ ملنا چاہیئے۔ بلکہ پاسکو کو اسوقت پچاس لاکھ روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا تھا۔ مگر یہ ہوا کہ کاشتکاروں کے نقصان کا ازالہ ہو گیا اور انہیں موزوں معاوضہ ملا جس سے ان کا گزارہ ہو سکا۔

جناب والا! چیمبر آف ایگریکلچر والوں نے زبانی بات کی لیکن ہم نے

ان سے کہاکہ آپ لکھکر دیدیں تاکہ ہم وزیر اعلیٰ صاحب سے گذارش کریں تاکہ وہ بحیثیت حکومت ہماری رہنمائی کریں۔ اسمبلی میں ہم ان کے خیالات کی توثیق کریں گے اور یقین دہانی کرائیں گے۔ مرکزی حکومت سے کہہ سکیں کہ وہ ایک پھر پاسکو کو حکم دیں۔ جناب والا! پاسکو والوں کو مرکزی حکومت ہدایات دیتی ہے مرکزی وزرات زراعت خوراک سے انہیں احکامات ملتے ہیں اس کے بعد پاسکو والے خریداری کے لیے آتے ہیں۔ آلو اور پیاز پیرش ایبل [illegible] کموڈٹی میں شمار ہوتے ہیں اس کا ازالہ نہ کیا گیا تو زمینداروں کو یقیناً بہت نقصان ہوگا۔ لہذا ہم آپ کی وساطت سے گذارش کریں گے کہ اس معاملہ کو وفاقی حکومت تک پہنچائیں اور بہتر یہ ہوگا کہ آپ صوبائی وزیر خوراک وزراعت کو وہاں بھیجیں تاکہ وہ ادھر مرکزی وزیر خوراک و زراعت کے ساتھ مل بیٹھ کر اس معاملہ ارجنٹ بنیادوں پر حل کرائیں۔ اسطرح کاشتکاروں کو زیادہ نقصان نہیں پہنچے گا۔ یہاں ایگریکلچر مارکٹنگ اسٹوریج کا دفتر ہے ان سے بھی رجوع کیا جائے اس کے بعد مرکزی حکومت سے کہا جائے اور پاسکو کو اتنا مجبور کیا جائے کہ وہ یہاں سے آلو اور پیاز خریدیں۔ جناب والا! جب وہ بلوچستان کی گندم خریدتے ہیں چاول خریدتے ہیں تو یہ اجناس کیوں نہیں خریدتے۔ کھڈ کوچہ، منگچر اور قلات اور دیگر اضلاع میں جاکر وہ آلو اور پیاز خریدیں۔ کیونکہ وہ اسوقت تک نہیں جاسکتے جب تک بلوچستان کی حکومت ان سے رابطہ قائم نہ کریں۔ اس سلسلے میں ایک اور گذارش کروں گا جناب والا!

ایک اور ڈیپارٹمنٹ واپڈا ہے ۔ وہ بھی منسٹری آف واٹر اینڈ پاور وفاقی حکومت کے تحت ہے ۔ وہ کہتے ہیں بلوں کی ادائیگی ہونا چاہیئے ۔ ان کی ڈیمانڈز آتی رہتی ہیں ۔ لیکن میں نے آپ کو عام کاشتکاروں کی حالت زار بتادی ہے کہ ان کی کیا حالت ہے اسلئے میں گذارش کروں گا ۔ کہ تاوقتیکہ ان کو اپنی فصل کا معاوضہ مل سکے واپڈا والے بلوں کی ادائیگی کے لیے جلدی نہ کریں جناب والا ! اگرچہ بعض بلز کی پیمنٹ ہو چکی ہے تاہم گفت شنید کے ذریعے واپڈا والوں سے کہیں گے کہ وہ اپنے پیمنٹ کی ڈیمانڈ کو التوا میں رکھیں تاوقتیکہ کاشتکاروں کا ازالہ ہو جائے ۔

جناب اسپیکر ۔ آپ نے براہ مہربانی اجازت دی یہ معاملہ اہم نوعیت کا تھا کم از کم کاشتکار اور زمین دار اسمبلی کی کارروائی سے مطمئن ہوں گے میں نے اس بارے میں چیف منسٹر صاحب سے میں نے بذات خود گذارش کی ۔ انہوں نے فرمایا انشاءاللہ بلوچستان کے غریب کاشتکاروں کے لیے فوری طور پہ اقدامات کریں گے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس سے عام کاشتکاروں کی تسلی تشفی ہوئی ہے ۔ ساتھ ہی بحیثیت نمائندہ ہماری ذمہ داری بھی باعزت طور پہ پوری ہو سکی ۔ شکریہ ۔

جناب اسپیکر :۔

سرور خان کاکڑ صاحب نے ایک پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑے ہو کر پوچھا تھا کہ میں

نے اسلم رئیسانی صاحب کو کس رول کے تحت تقریر کی اجازت دی ہے۔ یہ رول نمبر ۲۲۶ ہے اس کے تحت میں نے ان کو تقریر کی اجازت دی۔

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر صحت)

جناب اسپیکر۔ میں جناب اسلم رئیسانی صاحب کی حمایت کرتا ہوں آج بلوچستان کا کاشتکار جس ذہنی عذاب سے گذر رہا ہے ان کی وجہ سے انہیں اپنے دن گذارنا مشکل ہوگیا ہے وہ بے چارہ مصیبت سے لوگوں اور بنکوں سے قرض لے کر فصل اگاتا ہے۔ اور جب فصل تیار ہو کر اپنی آخری سٹیج پر آجاتی ہے تو واپڈا مختلف حوالوں سے ان کو تنگ کرتی کبھی وہ ان کے ٹرانفسارمر اٹھا کر لے جاتے ہیں کبھی لوڈ شیڈنگ کرتے ہیں۔ تاکہ بلوچستان کا زمیندار اور کاشتکار جس نے سب کچھ لگانے کے بعد فصل اگائی وہ اس کا ثمر حاصل نہ کر سکے۔ اس کے بعد ان تمام بحرانوں سے گذرنے کے بعد جب پک جاتی ہے۔ تو لاہور اور کراچی میں سرمایہ دار بیٹھے ہوئے ہیں جو ان کی ویلیو کو کم کرتے ہیں اسطرح بلوچستان کی فصل تیار ہو کر مارکیٹ میں آتی ہے تو یہ سرمایہ دار اسکو ڈاؤن کرتے ہیں تاکہ یا تو وہ اپنی پیداوار سستی بیچے یا پھر نقصان کے لیے تیار رہیں۔

جناب والا! مجھے پچھلے دنوں کھڈ کوچہ جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں جن لوگوں سے

میں ملا۔ انہوں نے کہا ہم نے حکومت بلوچستان کے کہنے پر واپڈا سے کہا کہ اس سال چونکہ فصل خراب ہوئی ہے اس لیے بلوں کی ادائیگی بعد میں کریں گے۔ لہذا انہوں نے کہا کہ اچھا آپ آہستہ آہستہ دسمبر تک پیمنٹ دیدیں انہوں نے دسمبر تک مہلت دیدی۔ لیکن اب تک ایک مہینہ بھی نہیں گزرا کہ وہ مکران اسکاؤٹس کو لے کر آئے اور لوگوں کے ٹرانسفارمر اٹھانا شروع کر دیے ہیں اور کہا ہم کیا کریں۔ جب فصل تیار ہوئی تو مارکیٹ ویلیو کم ہوگئی۔ ایک تو واپڈا والے ایسی بلیک میلنگ کرتے ہیں کیا دس پہلے واپڈا کو کبھی یاد نہیں آیا کہ لوگوں کے ٹرانسفارمر اٹھائیں۔ جناب والا! ہماری ڈیموکریٹک گورنمنٹ کو بدنام کرنے کے لیے یہ ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں۔ لہذا میں ظفر اللہ جمالی صاحب کی تائید کرتا ہوں کہ ہم مرکزی حکومت سے کہیں کہ وہ اس سلسلے میں ہمارے زمین داروں کی مدد کریں۔ (شکریہ)

جناب اسپیکر:۔

دوست محمد حسنی۔

میر دوست محمد محمد حسنی:۔

جناب اسپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اپنے مخصوص اختیارات

کے تحت جناب نواب اسلم رئیسانی کو جو اہم مسئلہ پیش کرنا چاہتے تھے اس پر بات کرنے کی آپ نے اجازت دی۔ جناب والا! جیسا کہ اس سے قبل نواب نے میر ظفر اللہ کو اور ڈاکٹر عبدالمالک صاحب نے اس اہم مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا جناب اسپیکر!

اس سے قبل معزز اراکین نے جیسا کہ فرمایا کہ بلوچستان کے زمیندار اس حالت میں ہیں کہ واپڈا کے اخراجات بھی پورے نہیں کر سکتے۔ لیکن بلوچستان کے بہت سے ایسے علاقے ہیں اور ایسے اضلاع ہیں کہ جہاں ٹیوب ویل صرف ڈیزل سے چلتے ہیں جیسے خاران ڈسٹرکٹ، چاغی ڈسٹرکٹ اور ہمارے مکران کا علاقہ۔ یہ بات ظاہر ہے کہ ایک فصل پر ڈیزل انجنوں پر ستر سے ایک لاکھ روپے تک خرچ آتا ہے۔ اور یہ زمیندار پہلے بھی بنکوں سے قرضہ لیتے رہے ہیں۔ اس حالت میں بلوچستان کی اہم فصلیں پیاز اور آلو ہیں۔ ان کے لیے ہمارے پاس کوئی مارکیٹ نہیں ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اس سے زمیندار کیسی حالت اور کیسی تکلیف میں ہوں گے۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے معزز اراکین نے جو اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں اس کی پرزور تائید کرتے ہوئے قائد ایوان سے گذارش کروں گا کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے گفتگو کرے۔ اور اس مسئلے کو حل کرائیں۔

حاجی عید محمد نوتیزئی :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب اسپیکر میں اس قرارداد کی پر زور حمایت کرتا ہوں جناب اسلم صاحب اور جمالی صاحب نے جو کاشتکاروں کے متعلق فرمایا ہے۔ بلوچستان کے مختلف علاقے ایسے ہیں جن میں بجلی نہیں ہے۔ ان کے اخراجات اور ہوتے ہیں۔ اور جن میں بجلی ہوتی ہے ان کے اور اخراجات ہوتے ہیں۔ اور جو ڈیزل سے بجلی پیدا کرتے ہیں ان کے اخراجات زیادہ ہوتے ہیں۔ جیسے چاغی، خاران، اور مکران کے علاقے اب بات یہ ہے کہ بلوچستان کی فصل دوسرے علاقوں سے دو تین ہفتے پہلے تیار ہوتی ہے۔ اور جب ہمارا مال دوسری منڈی میں یعنی، لاہور اور پنجاب کی کسی منڈی میں جاتا ہے تو اس کی قیمت گر جاتی ہے ایک لوڈ جو چاغی سے گیا تھا اس پر سارا خرچ نکالنے کے بعد زمیندار کو چھ ہزار روپے بچے ہیں اس رقم سے وہ بزگر کو کیا ملے گا اور مالک کو کیا ملے گا۔ پچھلے دو، تین سالوں میں جب پاسکو نے یہ فصلیں خریدی تھیں، تو ہمارے زمینداروں کے نقصان پورا ہوگیا تھا۔ ایک زمیندار ایک طرف قرضہ لے کر اپنی فصل تیار کرتا ہے۔ دوسری طرف زرعی بنیک والے زمینداروں کے پیچھے پھر رہے ہیں۔ کہ ہمارے قرضوں کی قسطیں ادا کریں، زمیندار دے نہیں سکتا۔ لہذا ہم ایوان سے سفارش کرتے ہیں۔ کہ یہ بات جو زمینداروں کے متعلق ہے ان سے ہمدردی کی جائے، اور ان کے مال کے لیے

باہر ملکوں میں منڈی تلاش کرے اور فروخت کرنے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ وہ دوسری منڈی میں اپنا مال فروخت کر کے نقصان پورا کریں۔ شکریہ۔

مولانا عبدالسلام وزیر پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ :-

جناب والا۔ اب جبکہ زمینداروں کی بات ہو رہی ہے اور جن اصحاب نے اس بارے میں بات کی ہے۔ ان کا میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ضلع لورالائی کوئٹہ کے بعد تمام اضلاع میں بہت بہتر اور زرخیز علاقہ ہے۔ وہاں مختلف فصلیں ہوتی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ وہاں ٹماٹر ہوتے ہیں، مرچ، سیب، زردالو اور فروٹ وغیرہ ہوتے ہیں۔ ابھی تک منڈی نہ ہونے کی وجہ سے زمینداروں نے جتنی بھی محنت کی ہے۔ وہ سب برباد ہے، وہاں نہ منڈی ہے اور نہ ہی پنجاب کی منڈی تک ان چیزوں کو پہنچانے کے لیے راستے کی کوئی سہولت موجود ہے۔ میں گذارش کروں گا۔ کہ زمینداروں کے متعلق جو باتیں یہاں ہوئی ہیں یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم زمینداروں کے ہر معاملے کو اپنا فرض سمجھے اور بہتر یہ ہوگا کہ ان کے مسائل کو حل کریں کیونکہ یہ ایوان پبلک کے مسائل کو حل کرنے کے لیے وجود میں آیا ہے۔ لہذا یہ بہتر ہو کہ ہمارا آپس میں اعتماد ہو ہمیں ایک دوسرے کی قدر کریں اور جو ہمارے آپس میں تنازعے اور جھگڑے ہوتے ہیں، ایک دوسرے کی حوصلہ شکنی ہوتی

ہے۔ اگر ہم نہ ہوں گے۔ تو نہ ہی یہ ایوان ہوگا۔ اور نہ ہی ایوان کی قدر ہوگی۔ زمینداروں
کا اور ہمارے بلوچستان کے جو مسائل ہیں ہم ان کو حل کریں۔ عوام نے ہمیں اس لیے
بھیجا ہے کہ ہم ان مسائل کو حل کریں۔ میں گذارش کروں گا کہ ہمارے اسمبلی کے جو رولز
ہیں۔ اس پر تقدس برقرار رکھا جائے کیونکہ ہر ممبر عوام کا نمائندہ ہے عوام نے ان پہ
اعتماد کیا ہے۔ اسکی قدر ہونی چاہیئے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے کوئی کھڑا ہو جائے
اور دل میں، یہ بات سوچے کہ میں اس کے خلاف کچھ بات کروں گا۔ یہ مناسب نہیں ہے۔
ہم نے جو مسئلہ اٹھایا ہے۔ وہ زمینداروں سے متعلق ہے۔ میں گورنمنٹ سے گذارش کروں
گا کہ وہ ان کے لیے کوئی منڈی تلاش کی جائے تاکہ ہمارے بلوچستان کا سرمایہ ضائع
نہ ہو۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر :-

اس سلسلے میں قائد ایوان بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔

نواب محمد اکبر خان بگٹی (قائد ایوان)

جناب اسپیکر صاحب آج صبح جب ہم اسمبلی میں حاضر ہوئے۔ تو چیمبر آف ایگریکلچر

بلوچستان کی طرف سے مجھے ایک مراسلہ ملا اور تمام ممبران صاحبان کو بھی اس کی نقول مل
چکی ہوں گی ۔ انہوں نے اپنے موجودہ حالات سے آگاہ کیا ۔ اور اپنے مطالبات اس میں
پیش کئے ۔ یہ ایک اہم امور ضروری مسئلہ ہے ۔ مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے اس مسئلے
کو بلا تاخیر اس ہاؤس میں بحث کرنے کی اجازت دی چونکہ یہ فوری نوعیت کا مسئلہ ہے
ہمارے کاشتکاروں کے کافی مسائل ہیں ۔ خاص کر وہ کاشتکار ، آلو ، پیاز کاشت کرتے ہیں ۔
آلو اور پیاز کی قیمتیں اکثر اوپر نیچے ہوتی رہتی ہیں ۔ جس کی وجہ سے ہمارے کاشتکاروں
کو اور زمینداروں کو کافی نقصان ہوتا ہے ۔ ہمارے نصیر آباد کے کاشتکار جو زیادہ
تر چاول ہوتے ہیں ۔ اب چند ماہ پہلے ان کا بھی ایسا ہی ایک مسئلہ تھا ۔ کہ پاسکو ان
کے چاول کو ان سے خریدے یعنی شالی خریدے اس بارے میں ہم نے مرکزی حکومت
سے کہا تھا مگر انہوں نے توجہ نہیں اور کوئی خاطر خواہ جواب نہیں دیا ۔ ہم اس بارے
میں ہم نے اس وقت مرکزی حکومت کو کہا تھا مگر توجہ نہیں دی اور خاطر خواہ جواب نہیں
دیا پھر زمینداروں کاشتکاروں نے اپنے طریقے سے اس کو فروخت کیا تو جہاں تک
مجھے معلوم ہوا ہے اس میں ان کو نقصان ہوا ہے ۔ یہ اندازہ ہے اور میری معلومات ہیں ۔
اب یہ باقی ہمارے زمینداروں اور کاشتکاروں کا معاملہ ہے ان کا آلو اور
پیاز کا مسئلہ ہے اس سے ہماری حکومت کو بالکل اتفاق ہے ۔ ہمارے دو معزز ممبر

صاحبان مستونگ اور نصیر آباد نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے ہمیں اتفاق ہے۔ جنہوں نے یہ مسئلہ اٹھایا ہم ان کی حمایت کرتے ہیں اور چیمبر آف کامرس بلوچستان کے اس مسئلے کی بالکل حمایت کرتے ہیں (تحسین و آفرین) جہاں تک ہمارے بس میں ہو گا ہم وفاقی حکومت کو زور دیں گے ان کے اپنے کئی ادارے ہیں پاسکو ہے یا کوئی اور ادارہ ہے اس کے ذریعہ وہ ہماری اس فصل کو اٹھائیں تاکہ ہمارے لوگوں کو نقصان نہ ہو۔ ان کی یہ فصل اچھے اور خاطر خواہ نرخ پہ جاسکے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر:۔

اب اجلاس کی کارروائی یکم اکتوبر ۱۹۸۹ء صبح گیارہ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(دوپہر ایک بجکر بیس منٹ پر اسمبلی کا اجلاس یکم اکتوبر ۸۹ء صبح (یکشنبہ) گیارہ بجے تک کے لیے ملتوی ہو گیا)